ڈاکٹر اسرار احمد

حٰمٓ (۲۶)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم   بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

﴿ حٰمٓ ○ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ○ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ○ ﴾ (الاحقاف : ۱-۳)

قرآن مجید کا چھبیسواں پارہ "حٰمٓ" کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں اولاً سورۃ الاحقاف ہے جو سلسلۂ حوامیم کی آخری سورت ہے' پھر تین سورتیں مدنی ہیں : سورۂ محمدؐ' سورۃ الفتح اور سورۃ الحجرات۔ اس کے بعد سورۂ قٓ اور پھر سورۃ الذاریات کا نصف اول ہے۔ جس طرح سورۃ الشوریٰ میں اسلام کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہ کوئی نیا نویلا دین نہیں ہے بلکہ یہ وہی دین ہے جو حضرت نوح' حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے' اسی طرح سورۃ الاحقاف میں فرمایا کہ اے نبی ﷺ ﴿قُلْ مَا کُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ﴾ (آیت ۹) "آپ کہہ دیجئے کہ میں کوئی نیا نویلا اور انوکھا رسول نہیں ہوں"۔ بلکہ انبیاء ورُسل کی اس مقدس جماعت کے سلسلہ کی آخری کڑی ہوں اور یقیناً مکمل اور اکمل کڑی ہوں' جو حضرت آدم علیہ السلام سے چلا آرہا ہے۔

سورۃ الاحقاف میں انسان کی شعوری زندگی کے آغاز کے وقت دو مختلف نقطہ ہائے نظر کا ذکر ہوا۔ قرآن مجید کی رُو سے انسان کے شعور کی پختگی اور عقلی بلوغ کی عمر چالیس برس ہے' فرمایا کہ ایک تو وہ لوگ ہیں جو اس عمر کو پہنچتے ہیں تو ان کا طرزِ عمل یہ ہوتا ہے :

﴿ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ ﴾ (آیت ۱۵)

"اے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیرے ان احسانات کا شکر ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کئے۔ مجھے توفیق دے کہ میں نیک عمل کر سکوں۔ میرے لئے میری اولاد کو بھی نیک اور صالح بنا دے۔ میں تیری جناب میں رجوع کرتا ہوں اور میں اقرار کرتا ہوں کہ میں تیرا ایک فرمانبردار بندہ ہوں"۔

اس کے برعکس ایک دوسری روش بھی ہے کہ مسلمان والدین اپنی اولاد کو اگر دین کی دعوت دیتے ہیں اور آخرت سے ڈراتے ہیں تو کچھ لوگ جواباً اس طرح کہتے ہیں : ﴿ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ﴾ (آیت ۱۷) تمہیں کیا ہو گیا ہے، کیسی احمقانہ قسم کی باتیں کرتے ہو! کیا تم مجھے یہ بتا رہے ہو کہ جب میں مر جاؤں گا اور گل سڑ کر مٹی میں مل کر مٹی ہو جاؤں گا تو میں دوبارہ اُٹھایا جاؤں گا؟ ـــــ معلوم ہوا کہ یہ دو مختلف راستے ہیں جو بلوغ کی عمر کو پہنچنے کے بعد لوگ اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پہلا راستہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

سورۃ الاحقاف میں حضرت ہود علیہ السلام کا بھی ذکر ہے اور آنحضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا ایک واقعہ بھی کہ جنوں کی ایک جماعت آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اُس نے آپؐ سے قرآن سنا، آپؐ پر ایمان لائی اور پھر اس کی دعوت اس نے اپنی قوم کو دی : ﴿ یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ ﴾ (آیت ۳۱) "اے ہماری قوم والو! اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت پر لبیک کہو اور اس پر ایمان لاؤ، اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے گا"۔

اس کے بعد قرآن حکیم میں تین مدنی سورتیں وارد ہوئیں : "سورۂ محمدؐ"

(ﷺ) جس کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اے مسلمانو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا' یہ مدد کا معاملہ یک طرفہ نہیں چل سکتا : ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ ۝﴾ (محمد : ۷) "اگر تم اللہ کی مدد کرو گے (اور اس کے رسول کی مدد کرو گے' اس کے دین کو دنیا پر غالب کرنے کے لئے جان اور مال کھپاؤ گے) تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو جما دے گا"۔ اس سورۂ مبارکہ کے اختتام پر تنبیہاً دوبارہ ارشاد فرمایا : ﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ﴾ (آیت ۳۸) اگر تم نے انحراف کیا یا پیٹھ موڑی تو اللہ تعالیٰ تمہیں بھی راندۂ درگاہ کر کے کسی اور قوم کو اپنے دین کی امانت سونپ دے گا اور اپنے دین کا جھنڈا اس کے ہاتھ تھما دے گا۔ اس سورۂ مبارکہ میں مسلمانوں کو قرآن مجید پر عمل اور غور و فکر کی دعوت انتہائی پُر زور الفاظ میں دی گئی : ﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا﴾ (آیت ۲۴) "کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں؟"۔

اس کے بعد سورۃ الفتح آتی ہے۔ یہ سورۂ مبارکہ بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ کے گرد گھومتی ہے' چنانچہ اس میں آغاز ہی صلح حدیبیہ کے ذکر سے ہوتا ہے : ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا﴾ (الفتح : ۱) اے نبی ﷺ اس صلح کی شکل میں' جو اگرچہ بظاہر آپ نے کسی قدر دب کر کی ہے' ہم نے آپ کو ایک فتح عظیم عطا فرمائی ہے۔ واقعہ یہ کہ اس فتح کے بعد اسلام کے عروج کا دَور شروع ہوا اور نبی اکرم ﷺ کو اندرونِ ملک عرب میں بھی اور دوسرے ممالک میں بھی اسلام کی دعوت پر اپنی توجہات مرتکز کرنے کا موقع ملا' جس کے نہایت دُور رَس نتائج نکلے۔ صلح حدیبیہ سے قبل بیعت رضوان ہوئی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ خبر اُڑ جانے پر کہ وہ شہید کر دیئے گئے ہیں حضور ﷺ نے ان کے انتقام کے لئے بیعت لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم سے اپنے راضی ہو جانے کا اعلان فرمایا اور ان کے مقام و مرتبہ اور ان کی فضیلت کے اظہار میں اس سورۂ مبارکہ میں کہا کہ اے نبی ﷺ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ

يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ﴾ (آیت۱۰) "یہ لوگ جو آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں در حقیقت اللہ کی بیعت کر رہے ہیں" ﴿يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ﴾ "اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے"۔ ایک اور جگہ فرمایا: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ ﴾ (آیت ۱۸) "اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان لوگوں سے جو آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے"۔ اس طرح اس سورۂ مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت اور ان کے اللہ سے راضی ہو جانے اور اللہ تعالیٰ کا ان کو راضی کر دینے کا اعلان ہوا۔
اس سورۂ مبارکہ کے آخر میں فرمایا : ﴿هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ﴾ (آیت ۲۸) ہم نے الہدیٰ اور دین حق دے کر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہی اس لئے ہے کہ اس دین کو پورے نظام حیات پر غالب کر دیا جائے۔ یہ دین مغلوب رہنے کے لئے نہیں آیا اور اب ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب یہ دین غالب ہو جائے گا۔ چنانچہ فرمایا : ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ﴾ (آیت ۲۹) اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی اہل ایمان' کفار کے مقابلے میں انتہائی سخت ہیں اور باہم ایک دوسرے کے لئے انتہائی نرم۔ جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا :

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس مقدس جماعت کی روئے ارض پر کوئی مثل اور کوئی نظیر نہ کبھی ہوئی ہے اور نہ ہو گی۔

اس کے بعد سورۃ الحجرات آتی ہے۔ اس سورۂ مبارکہ میں مسلمانوں کی اجتماعی اور ملی زندگی کے اصول بیان ہوئے۔ پہلا اصول اللہ کی اطاعت کلی اور اس کا تقویٰ ہے۔ لہٰذا تقویٰ کا ذکر اس سورۂ مبارکہ میں بہ تکرار و اعادہ ہوا ہے۔ دوسرا اصول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام' آپؐ کا ادب اور آپؐ کی تعظیم۔ آپؐ کا کوئی قول سامنے آ جائے تو فوراً زبانوں پر تالے پڑ جائیں' آپؐ کی آواز سے آواز بلند نہ ہونے پائے

اور آپؐ کی رائے کے مقابلے میں کوئی مسلمان اپنی رائے پیش کرنے کی جرأت نہ کرے۔ تیسرا اصول ہے مسلمانوں کی باہمی محبت و اُلفت اور ان کے مابین شفقت و محبت اور رحمت کا رشتہ۔ چنانچہ اس سورۂ مبارکہ میں اس ضمن میں تفصیلی احکام دیئے گئے۔ ان تمام چیزوں سے روکا گیا جس سے مسلمانوں کے دِلی تعلقات میں رخنے پیدا ہو سکتے ہیں۔ آخر میں فرمایا کہ مسلمانو! یہ جان لو کہ اسلام اور ہے' ایمان اور ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ خدا کے ہاں واقعی اور حقیقی مومن شمار ہو تو سمجھ لو کہ اللہ کے نزدیک ایمان کا معیار یہ ہے ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ﴾ (الحجرات : ۵) "مومن تو بس وہ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر پھر شک میں نہیں پڑے اور انہوں نے جہاد کیا اللہ کی راہ میں اور کھپائیں انہوں نے اپنی جانیں بھی اور لگائے اس میں اپنے مال بھی"۔ ﴿اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾ "پس یہی لوگ ہیں جو اپنے دعوئ ایمان میں سچے ہیں"۔

اس کے بعد سورۂ ق وارد ہوتی ہے۔ یہاں سے درحقیقت قرآن حکیم میں سات انتہائی حسین و جمیل سورتوں کا آغاز ہوتا ہے جن کی آیتیں چھوٹی چھوٹی ہیں' ان میں بڑی روانی ہے اور شوکت الفاظ اور بندش کا حسن بھی اپنے عروج کو پہنچا ہوا ہے۔ چنانچہ انہی سات سورتوں میں سورۃ الرحمٰن بھی ہے' جسے آنحضرت ﷺ نے قرآن مجید کی دلہن کہا ہے۔ سورۂ ق کا آغاز ہوا : ﴿قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ﴾ "قسم ہے اس بزرگی والے قرآن کی"۔ یہ دلیل ہے اپنی صداقت پر اور دلیل ہے محمد ﷺ کی صداقت پر بھی۔ اور اس کا اختتام ہوا اس حکم پر کہ اے نبی ﷺ ﴿فَذَکِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ﴾ (آیت ۴۵) لوگوں کو تلقین کیجئے' تذکیر کیجئے' یاددہانی کرائیے اس قرآن کے ذریعے کہ جس میں ذرا بھی خوف خدا ہے وہ اس سے فائدہ اٹھالے گا۔

اس کے بعد سورۃ الذاریات ہے جس افتتاح ہوتا ہے : ﴿وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا ۝

فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا○ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا○ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا○ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ○وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ○﴾ (آیات ا تا ٦) لوگو! یہ نہ سمجھو کہ قیامت یا آخرت کی کوئی خالی دھونس ہے جو تمہیں دی جا رہی ہے' یہ ہونے والی بات ہے' یہ ایک شدنی امر ہے' یہ اٹل واقعہ ہے جو ہو کر رہے گا۔ جو دھمکی تمہیں دی جا رہی ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے : ﴿اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ○وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ○﴾ اور جزاء و سزا واقعی ہو کر رہے گی' لوگوں کو اپنے اعمال کے بدلے سے دوچار ہونا پڑے گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○○

بقیہ : حرفِ اول

انداز میں تسلسل استقلال کے ساتھ نہ صرف برقرار رہنا' بلکہ مسلسل وسعت پذیر ہونا سراسر اللہ کی توفیق اور نصرت ہی کا مظہر ہے۔ فالحمدلله علی ذلک

مرکزی انجمن کے سالانہ قرآنی محاضرات کے لئے یکم تا ۴ نومبر کی تاریخوں کا تعین ہوا تھا۔ ان سطور کی تحریر تک محاضرات کے تین سیشن ہو چکے ہیں جبکہ چوتھا اور آخری سیشن ابھی باقی ہے۔ اس بار محاضرات انگریزی زبان میں ہیں اور ان کے مرکزی مقرر ٹرینیڈاڈ (ویسٹ انڈیز) سے تعلق رکھنے والے امریکہ میں مقیم معروف مسلم سکالر جناب عمران این حسین ہیں۔ ان محاضرات کی مفصل رپورٹ بھی اللہ نے چاہا تو آئندہ شمارے میں ہدیۂ قارئین کر دی جائے گی۔○○

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔